تاریخ مکالمہ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر خلیل اللہ

پی سی ایچ فاؤنڈیشن کالج

ABSTRACT

History on Dialogues

Single-sided belief about different religions among men has been the source of anxiety, lack of confidence and fear. And they sometimes lead to injustice. Peace cannot be prevailed in our world until the followers of these religions compromise with each other. The commencing point of this process is to emphasize on similarities, stability and agreements instead of disputes and differences.

Islam, Christianity and Judaism, all religions basically stand upon 'Ibrahim' religions and basic belief, history and standards are same in all. Islam, like Christianity and Judaism, also promotes mutual understanding, family obligations, humility, freedom of worship and equal justice for all human beings under the supremacy of one God. Despites these similar basic doctrines, Muslims are sufferings from extreme problems of routine life in European, especially American societies. Western impressions

about Islam are propagated by false and negative images through news, films, dramas and so-called talk-shows on television. These people have no awareness of Islam, they have never discussed with a man qualified in Islamic ideology, they have never studied any verse of Holy Quran.

Hence, this is an existed obligation for Muslims to tighten up to eliminate these negative and false propagations. Holy Quran describes a verse about a mutual principle among Muslims, Christians and Jews, and this is the only solution to develop peace, religion's relations and understanding.

"you should says; O believers of sacred Books, let's settle down on something that is similar in all of us, let's not worship anyone in His oneness, and let's not make any other God except Allah".(Al-Imran 64)

The contradictions among religions are indispensable in this contemporary world, but the need is to study sacred religions through talks and negotiations instead of arguments. The same points have been discussed in this article through Holy Quranic statements.

اسلام ایک آفاقی، کثیر الثقافتی اور کثیر النسلی مذہب ہے۔ یہ نسل، قومیت اور مذہبی عقیدے سے بالاتر ہو کر نوع انسانی کی اخوت اور مساوات کا اعلان کرتا ہے۔ اسلام، یہودیت اور عیسائیت

یکساں طور پر ابراہیمی جڑوں کے حامل ہیں اور ان تینوں مذاہب کے اہم عقائد، روایات اور معیارات مشترک ہیں۔ اسلام عیسائیت اور یہودیت کی طرح خدائے واحد کو مانتے ہوئے امن، ہم آہنگی، خاندانی ذمہ داری، بین المذاہب احترام، عجز و انکساری اور کل نوع انسانی کے لئے مساوی انصاف کی قدروں کو فروغ دیتا ہے۔ ایسے بنیادی اشتراک رکھنے والے عقیدوں کے باوجود مسلمان یوروپی اور خصوصا امریکی معاشرے میں روزمرہ زندگی میں مشکلات سے دوچار ہیں۔ اس کا اعتراف 1960ء سے اب تک گیارہ بار امریکی ایوان نمائندگان (کانگریس) کے لئے منتخب ہونے والے پال فنڈلے اپنی کتاب Silent No More: Confromting America's False Images Of Islam میں کرتے ہیں وہ بے مثال دیانت داری اور قابل تعریف انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بیشتر امریکی کسی مسلمان سے شناسائی نہیں رکھتے اور وہ امریکہ میں مسلمانوں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی موجودگی سے آگاہ نہیں ہیں انہوں نے اس مذہب (اسلام) کے بارے میں معلومات رکھنے والے کسی شخص سے کبھی تبادلہ خیال نہیں کیا اور نہ کبھی قرآن کی کسی ایک آیت کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ اسلام کے حوالے سے امریکیوں کے تاثرات بنیادی طور پر خبروں، فلموں، ٹیلی ویژن کے ڈراموں نیز ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ٹاک شوز میں پیش کئے گئے منفی اور جھوٹے تصورات سے ابھرتے ہیں آج جن مسائل کا سامنا مسلمانوں کو ہے وہ کم از کم اتنے ہی سنگین ہیں جتنا کہ تھوڑا عرصہ پہلے امریکہ میں یہودیوں کو سامنا تھا۔'' [1]

مندرجہ بالا بیان اس بات کی واضح عکاسی کر رہا ہے کہ انسانوں کے درمیان مختلف مذاہب کے بارے میں یک رخے تصورات کرہ ارض پر بے چینی، بے اعتمادی یہاں تک کہ خوف کا باعث بنتے ہیں اور بعض اوقات تشدد کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوتے ہیں، مختلف مذاہب کے بارے میں ان یک رخے تصورات کو مٹانے کے لئے تمام مذاہب کے پیروکاروں کی اور مسلمانوں کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ میدان عمل میں نکل آئیں۔ ہماری دنیا میں اس وقت تک امن کا راج نہیں ہوسکتا جب تک مذاہب کے مابین امن قائم نہیں ہوتا اور مذاہب کے مابین امن اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک ان کے پیروکار ایک دوسرے کے لئے افہام و تفہیم پیدا نہیں کرتے اس عمل کا نقطہ

آغاز یہ ہے کہ اختلافات کے بجائے مشابہت، یکسانیت اور موافقت پر زور دیا جائے، امن اور ہم آہنگی ہر مذہب کا اعلانیہ مقصد ہے بقول شخصے ہم پسند کریں یا نہ کریں، ہم سب اس کرہ ارض پر موجود ہیں اور یہاں سے کہیں جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔

امن کے لئے مکالمے کی ضرورت:

آج کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی نے ہر شخص کو ہکا بکا کر دیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی برق رفتاری نے اخلاقی قدروں اور انسانی شرافتوں کو ثانوی حیثیت دی ہے، ہوس عالم گیری نے انسانی برادری کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ ملکوں کے ملک روند ڈالے ہیں نیز عقل انسانی کے تراشیدہ قوانین اور اصول زندگانی نے انسانی بستیوں کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے، غیر فطری ازموں نے حیات انسانی کو ایک درد بھری دستان بنا دیا ہے۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی تباہیاں جہنم کی ہولناکیاں دامن میں لئے عالم انسانیت کو راکھ بنانے کے لئے تیار ہیں تیسری عالمی جنگ کے لئے عسکری میدان کی تیاری اور اسلحہ سازی کا جنونی مقابلہ ذیل کی تفصیل سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

> ''انتہائی محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں کم وبیش پچاس ہزار جوہری ہتھیار موجود ہیں ان میں سے 27 ہزار سابق سوویت یونین کے پاس، 19 ہزار امریکہ کے اسلحہ خانے میں، 600 فرانس کی تحویل میں، 400 برطانیہ کے قبضے میں، 250 چین کے جھنڈے تلے اور 150 صیہونی اسرائیل کے قابو میں ہیں۔''[2]

> ''روس نے کمیونزم کے قیام کے لئے صرف ابتدائی ایام میں 19 لاکھ افراد کو سزائے موت دی اور 29 لاکھ افراد کو مختلف سزائیں دیں، پچاس لاکھ افراد کو جلاوطن کیا گیا، کوریا کی معمولی جنگ میں صرف دو سال میں پچاس لاکھ مرد و عورتیں اور بچے ہلاک ہوئے اور ایک کروڑ افراد زخمی ہوئے۔ چین میں کمیونزم کے نفاذ کے لئے ڈیڑھ لاکھ زمینداروں کو پھانسی دی گئی۔''[3]

اس افراتفری، دہشت گردی اور انسانی خون کے ارزانی کے ماحول میں تمام اہل عالم کو چاہئے کہ وہ تعصب سے بالاتر ہو کر صدق دل سے انسانیت کو تباہی و بربادی سے بچائیں۔ مسلمانوں، عیسائیوں اور یہود کے مابین ایک مشترکہ اصول خود قرآن نے اپنے الفاظ میں یوں بیان

کیا ہے یہ اصول دنیا میں امن، بین المذاہب رواداری اور ہم آہنگی قائم کرنے کا آخری حل ہے۔

قل یا أهل الکتاب تعالوا إلی کلمة سواء بیننا وبینکم ألا نعبد إلا الله ولانشرك به شیئا ولایتخذ بعضنا بعضا أربابا من دون الله

''آپ کہہ دیجئے: اے اہل کتاب ! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ سوا رب نہ بنائے۔''[۲]

اس دنیا میں مذاہب اور تہذیبوں کا اختلاف امر مسلم ہے مگر تصادم کے راستے کو اپنانے کے بجائے مکالمہ اور گفت وشنید کے ذریعے الہامی مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ برتری کا معیار صرف تقوی ہے ورنہ سارے لوگ آدم کی اولاد اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔ امن والفت پر مبنی ایک نئی دنیا اسی وقت وجود میں آئے گی جب مختلف مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں۔ ذیل کی تحریر میں چند قرآنی مکالمے اور ان کے فوائد سواد قلم ہیں۔

کائنات میں پہلا مکالمہ:

اسلامی علوم اور کرہ ارض کی تاریخ پر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درمیان تخلیق آدم کی گفتگو کائنات کا اولین مکالمہ ہے۔ خلاصہ اس گفتگو کا یہ کہ اللہ جل شانہ نے جب تخلیق آدم اور اس کی خلافت قائم کرنے کا ارادہ کیا تو فرشتوں سے اس کا امتحان لینے کے لئے اپنے ارادے کا ذکر فرمایا جس میں اشارہ یہ تھا کہ وہ اس معاملے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔ فرشتوں نے یہ رائے پیش کی کہ انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہونگے جو فساد اور خون ریزی کریں گے ان کو زمین کی خلافت اور انتظام سپرد کرنا سمجھ میں نہیں آتا ہے اس کام کے لئے فرشتے زیادہ انسب معلوم ہوتے ہیں کہ نیکی ان کی فطرت اور برائی کا صدور ان سے ممکن نہیں وہ مکمل اطاعت گذار ہیں دنیا کے انتظامات بھی وہ درست کرسکیں گے۔ قرآن کریم اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے:

وإذ قال ربك للملائکة إنی جاعل فی الارض خلیفة قالوا!

أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال انى اعلم مالا تعلمون وعلم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال انبئونى بأسماء هؤلاء ان كنتم صادقين قالوا سبحٰنك لاعلم لنا الاماعلمتنا انك انت العليم الحكيم قال يآدم انبئهم باسمائهم فلما انبأهم باسمائهم قال الم اقل لكم انى اعلم غيب السموات والارض واعلم ماتبدون وماكنتم تكتمون٥ـ ۵

ترجمہ: اور جس وقت ارشادفرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے میں ضرور بناؤں گا زمین میں ایک نائب کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جوفساد کریں گے اس میں اورخون ریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اورآپ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں حق تعالیٰ شانہ نے ارشادفرمایا میں جانتا ہوں اس بات کو جوتم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ نے آدم کوعلم دیا سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبروکردیں پھر فرمایا بتلاؤ مجھ کوان چیزوں کے اسماء اگرتم سچے ہوتو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ توپاک ہیں مگرہم کوعلم ہی نہیں مگروہی جوآپ نے ہم کوعلم دیا بے شک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں۔حق تعالیٰ شانہ نے ارشادفرمایا کہ اے آدم! تم بتلاؤ ان کو ان چیزوں کے نام سوجب ان کو بتلادئے آدم نے ان چیزوں کے اسماء توحق تعالیٰ شانہ نے فرمایا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ بے شک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں کی اورزمین کی اورجانتا ہوں جس بات کوتم ظاہر کردیتے ہو اورجس کودل میں رکھتے ہو۔۶

علامہ فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں اس آیت کے ذیل میں فرمایا کہ یہ مکالمہ برائے استفساراوراستکشاف حکمت ربانی کے لئے تھا کہ فرشتوں کی مجلس میں اس مکالمہ سے مقصود یہ تھا کہ وہ آدم کے پیدا کرنے اورزمین کے نائب بنانے کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں اورحق تعالیٰ شانہ نے اس مکالمہ میں اس حکمت کو بیان کردیا کہ ارضی خلافت کے لئے

جن لوازم کی ضرورت ہے وہ حضرت انسان ہی انجام دے سکتے ہیں اور فرشتے ارضی خلافت کی حقیقت اور ضروریات سے واقف نہیں ہیں۔ ۷

پہلا انسانی مکالمہ:

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ سورہ مائدہ کی آیات میں بیان ہوا ہے اور بظاہر یہ پہلا انسانی مکالمہ ہے اس مکالمہ میں آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے کئی نصائح ہیں اور اس واقعے کے تحت کئی شرعی احکام کو بیان کیا گیا ہے یہ واقعہ جو صحیح سندوں کے ساتھ منقول ہے یہ ہے کہ جب حضرت آدم اور حوا علیہا السلام دنیا میں آئے اور توالد و تناسل کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر حمل سے ان کے دو بچے توام پیدا ہوئے، ایک لڑکا اور دوسری لڑکی، اس وقت جب حضرت آدم کی اولاد میں بجز بہن بھائیوں کے کوئی اور نہ تھا اور بھائی اور بہن کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا تو اللہ جل شانہ نے اس وقت ضرورت کے لحاظ سے شریعت آدم میں یہ خصوصی حکم جاری فرما دیا تھا کہ ایک حمل سے جو لڑکا اور لڑکی پیدا ہو وہ تو آپس میں حقیقی بہن بھائی سمجھے جائیں اور ان کے درمیان نکاح حرام ہے، لیکن دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کے لئے پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی حقیقی بہن کے حکم میں نہیں ہوگی بلکہ ان کے درمیان رشتہ ازدواج جائز ہوگا۔

لیکن ہوا یہ کہ پہلے لڑکے قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ حسین وجمیل تھی اور دوسرے لڑکے ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی بدشکل تھی جب نکاح کا وقت آیا تو حسب ضابطہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بدشکل لڑکی قابیل کے حصہ میں آئی اس پر قابیل ناراض ہوکر ہابیل کا دشمن بن گیا اور اس پر اصرار کرنے لگا کہ میرے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی ہے وہی میرے نکاح میں دی جائے حضرت آدم علیہ السلام نے شرعی قاعدہ کے موافق اس کو قبول نہ فرمایا اور ہابیل وقابیل کے درمیان رفع اختلاف کے لئے یہ صورت تجویز فرمائی کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانی اللہ کے سامنے پیش کرو جس کی قربانی قبول ہو جائے یہ لڑکی اس کو دی جائے گی کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو یقین تھا کہ قربانی اس کی قبول ہوگی جس کا حق ہے یعنی ہابیل کی۔

اس زمانے میں قربانی قبول ہونے کی ایک واضح اور کھلی ہوئی علامت یہ تھی کہ آسمان سے ایک آگ آتی اور قربانی کو کھا جاتی تھی اور جس قربانی کو آگ نہ کھائے تو یہ علامت اس کے نامقبول

ہونے کی ہوتی تھی۔

اب صورت یہ پیش آئی کہ ہابیل کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں اس نے ایک عمدہ دنبہ کی قربانی کی قابیل کاشتکار آدمی تھا اس نے کچھ غلہ گندم وغیرہ قربانی کے لئے پیش کیا اور ہوا یہ کہ حسب دستور آسمان سے آگ آئی ہابیل کی قربانی کو کھا گئی اور قابیل کی قربانی جوں کی توں رہ گئی اس پر قابیل کو اپنی ناکامی کے ساتھ رسوائی کا غم تھا غصہ اور بڑھ گیا تو اس سے رہا نہ گیا اور کھلے طور پر اپنے بھائی سے کہہ دیا: لاقتلنک، یعنی میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔

ہابیل نے اس وقت بھی غصہ کی بات کا جواب غصہ کے ساتھ دینے کے بجائے ایک ٹھنڈی اور اصولی بات کہی جس میں اس کی ہمدردی اور خیر خواہی بھی تھی انما یتقبل اللہ من المتقین یعنی اللہ کا دستور یہی ہے کہ متقی پرہیز گار کا عمل قبول فرمایا کرتے ہیں اگر تم تقوی و پرہیز گاری اختیار کرتے تو تمھاری قربانی بھی قبول ہوتی تم نے ایسا نہیں کیا قربانی قبول نہ ہوئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ۸

قرآن کریم اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق اذقربا قربانا فتقبل من احدهما ولم يُتقبل من الاخر قال لاقتلنك قال انما يتقبل الله من المتقين لئن بسطت اليّ يدك لتقتلني مآ انا بباسط يدى اليك لاقتلك انى اخاف الله رب العالمين انى اريد ان تبوء باثمى واثمك فتكون من اصحٰب النار وذلك جزاء الظالمين ۹

ترجمہ: انہیں آدم کے دو بیٹوں کا حال واقعی سناؤ جب دونوں نے کچھ نیاز پیش کی تو ان میں سے ایک کی قبول کی گئی اور دوسرے سے قبول نہ کی گئی اس نے دوسرے بھائی کو کہا میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا اس نے کہا اللہ قبول کرتا ہے پرہیز گاروں سے۔ البتہ اگر تو میری طرف اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے گا میں پھر بھی اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں کہ تجھے قتل کروں بے شک میں سارے جہاں کے پروردگار اللہ سے ڈرتا ہوں بے شک میں چاہتا ہوں کہ تو ذمہ دار ہو جائے میرے گناہ کا اور اپنے گناہ کا پھر تو جہنم والوں میں سے

ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔[۱۰]

حواشی

۱ امریکہ کی اسلام دشمنی از پال فنڈلے، ص:14 (ترجمہ: محمد احسن بٹ)

۲ روزنامہ ''جنگ'' کراچی، 13 مارچ 1992ء (بحوالہ پیغمبر امن)

۳ جریدہ ''الاشرف'' کراچی (سیرت نمبر ربیع الثانی، 1416ھ) ص: 164 (بحوالہ پیغمبر امن)

۴ ال عمران 64:3

۵ البقرۃ: 30,31,32,33:2

۶ تفسیر معارف القرآن، ص 178/1

۷ تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر کبیر، البقرہ 30:2

۸ تفسیر معارف القرآن، ص 112/3

۹ المائدہ 27,28,29:5

۱۰ آسان ترجمہ قرآن حافظ نذر احمد

مراجع ومصادر

☆ القرآن الکریم

☆ تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع، ادراۃ المعارف کراچی ۱۴

☆ التفسیر الکبیر للامام فخر الدین الرازی، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ آسان ترجمہ قرآن از حافظ نذر احمد مسلم اکیڈمی محمد نگر، لاہور۔

☆ پیغمبر امن (مجموعہ مقالات سیرت)، دار السلام، لاہور

☆ Silent No More: Confromting America's False Images Of Islam

از پال فنڈلے آف سابق رکن امریکی کانگریس

(اردو ترجمہ بعنوان ''امریکہ کی اسلام دشمنی'' مترجم: محمد احسن بٹ) نگارشات پبلشرز، مزنگ روڈ، لاہور

دعاء بزبان مولانا الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۱۴ء)

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے — اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے — پردیس میں وُہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ — خود آج وہ مہمان سرائے فقراً ہے
وہ دین، ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں — اب اُس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں — اب اس کا نگہباں اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے — اُس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے — اُس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جو دین کہ ہمدردِ بنی نوع بشر تھا — اب جنگ و جدل چار طرف اُس میں بپا ہے
جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکماء کی — وہ عُرضۂ تیغ جہلاء و سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب — اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صافی — دیں داروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے